

## 83360-خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے والدین اور رشتہ داروں کو ملنے جانا

سوال

خاوند نے یوی کو زدو کوب کیا تو وہ اپنے کچھ بچوں کو لے کر کرایہ کے مکان میں چل گئی اور ڈیڑھ برس سے وہ کرایہ کے مکان میں رہ رہی ہے اور خاوند کو کرایہ پر مکان لینے کا علم بھی تھا  
یوی کے اس عمل کا شرعی حکم کیا ہے؟  
یوی اگر اپنے کسی رشتہ دار یا والدین کو ملنے جائے یا پھر ان کی تقریبات میں شرکت کے لیے اکیلی جائے تو کیا حکم ہو گا؟

پسندیدہ جواب

اگر یوی خاوند کی اجازت سے کرایہ کے مکان میں رہ رہی تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اسی طرح اگر وہ نفسیاتی مرض کے شکار خاوند کی مار سے بچنے کے لیے ایک محفوظ گھر میں جا کر رہنے لگے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

لیکن اصل یہی ہے کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جا سکتی، اور اگر بغیر اجازت گھر سے جاتی ہے تو وہ نافرمان اور بد دماغ گھلائیں، اور ایسا کرنے پر اسے گناہ بھی ہو گا، لیکن اس سے کئی حالات میں مجبوری کی بنا پر استثناء ہو گا، فتحاء کرام نے اس کی کئی ایک مثالیں بیان کی ہیں۔

مثلاً جب یوی کوئی چیز پیسے یا روٹی پکانے یا ضروری چیز خریدنے جس کے بغیر چارہ نہیں ہے، یا پھر گھر مندم ہونے کے خدشہ کی بنا پر باہر چلی گئی تو کوئی حرج نہیں۔"

دیکھیں : اسنی المطالب مع حاشیۃ (3/239).

اور مطالب اولیٰ انہی میں درج ہے :

" یوی کا گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نکلا حرام ہے، یا پھر کسی ضرورت کے باہر جانا، لیکن اگر کوئی کھانا وغیرہ لانے کے لیے نہ ہو تو وہ خود جا سکتی ہے " انتہی

دیکھیں : مطالب اولیٰ انہی (5/271).

اس سے والدین اور رشتہ داروں کو ملنے اور مختلف قسم کی سماجی تقریبات میں شریک ہونے کے حکم کا بھی علم معلوم کیا جاستا ہے، اس لیے یوی کو اس کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں جانا چاہیے، چاہے یوی اپنے خاوند کے ساتھ رہتی ہو یا ایک علیحدہ اور مستقل گھر میں رہ رہی ہو

فتحاء کرام غاص کرو والدین سملنے کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں، کہ آیا خاوند کو اسے والدین سملنے کے لیے جانے سے روکنے کا حق حاصل ہے یا نہیں، اور اگر خاوند جانے سے روکے تو کیا یوی کو اس میں بھی خاوند کی اطاعت کرنا ہو گی یا نہیں؟

احفاف اور مالکی حضرات کہتے ہیں کہ خاوند کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

لیکن شافعی اور حنبلہ کہتے ہیں کہ خاوند کو روکنے کا حق حاصل ہے، اور یوی کو اس سلسلہ میں خاوند کی اطاعت کرنا ہو گی، اس لیے وہ والدین کو بھی خاوند کی اجازت کے بغیر ملنے نہیں جا سکتی، لیکن خاوند اسے والدین سے بات چیت اور ان کی نیارت سے نہیں روکنے کا حق حاصل نہیں، لیکن اگر یوی کا اپنے والدین کو ملنے میں خاوند کو کوئی نقصان اور ضرر کا خدشہ ہو تو ضرر کو دور

کرنے کی بنا پر وک سنتا ہے۔

ان نجیم حنفی کہتے ہیں :

"مثلاً کوئی عورت کا خاوند بولڑھا ہو اور وہ خدمت کا محتاج ہو اور خاوند اپنی بیوی کو والد کی دیکھ بھال کرنے سے منع کرے تو بیوی کوچاہیے کہ وہ اس میں خاوند کی بات نہ مانے، چاہے باپ کافر ہو یا مسلمان، فتح القدر میں یہی ہے۔"

ہم نے جو بیان کیا ہے اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ صحیح یہی ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے کہ عورت کو اپنے والدین اور محروم رشتہ داروں کو ملنے کے لیے جانے کا حق ہے، عورت ہر جمیع کے دن خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے والدین کو ملنے جائیگی، اور محروم رشتہ داروں کو سال میں ایک بار اور اجازت کے بغیر جائیگی" انتہی دیکھیں : الجرالات (4/212).

اور التاج والا کلیل علی متن خلیل مالکی فقہ کی کتاب میں درج ہے :

"العتبیہ میں ہے : خاوند اپنی بیوی کو اس کے والدین یا بھائی کے گھر جانے سے نہیں روک سکتا، خاوند کے خلاف یہی فیصلہ کیا جائیگا، لیکن ابن جیب اس کی خلافت کرتے ہیں۔  
ابن رشد کہتے ہیں : یہ اختلاف تو اس نوجوان بیوی کے متعلق ہے جس سے امن ہو، لیکن زیادہ عمر کی عورت کے بارہ میں کوئی اختلاف نہیں، اس کے بارہ میں یہی فیصلہ کیا جائیگا کہ وہ اپنے والدین اور بھائی کو ملنے جائے، لیکن نوجوان لڑکی جس سے خطرہ ہو اور غیر مامونہ ہو اس کے لیے اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں کا فیصلہ ہو گا" انتہی  
دیکھیں : التاج والا کلیل علی متن خلیل (5/549).

المجالۃ : اس بولڑھی اور زائد عمر کی عورت کو کہتے ہیں جس کے بارہ میں مردوں کی چاہت نہ رہے۔"

دیکھیں : الموسوعۃ الفقہیۃ (29/294).

شافعی فتحاء میں سے ابن حجر الکلی کہتے ہیں :

"اگر عورت والد سے ملنے یا حمام جانے کے لیے مجبور ہو تو وہ خاوند کی اجازت سے با پردہ کر کر پوری حشمت کے ساتھ باہر جائیگی، اور چنپے میں بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھے گی، دائیں باسیں نظریں نہیں دوڑائے گی، وگرنہ دوسری صورت میں وہ نافرمانی کمالیگی" انتہی  
دیکھیں : الزواجر عن اقتراض الحبائر (2/78).

اور شافعی کتب "اسنی المطالب" میں درج ہے :

"خاوند کے لیے بیوی کو والدین کی عیادت اور ان کے جازہ میں شریک ہونے سے روکنے کا حق حاصل ہے، لیکن اولی اور بہتر یہی ہے کہ مت روکے" انتہی  
دیکھیں : اسنی المطالب (3/239).

امام احمد رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایک عورت کی والدہ بیمار ہے اور خاوند تیمارداری کے لیے نہیں جانے دیتا تو کیا کرے؟

امام احمد رحمہ اللہ کا جواب تھا:

"اس پر مال سے زیادہ خاوند کی اطاعت زیادہ واجب ہے، لیکن اگر خاوند اجازت دے دو تو اور بات ہے" انتہی

دیکھیں: شرح منقحی الارادات (47/3).

اور حابله کی کتاب "الانصاف" میں درج ہے:

"خاوند سے علیحدہ ہونے کے مسئلہ میں عورت پر اپنے والدین کی اطاعت کرنا لازم نہیں، اور اسی طرح خاوند کو چھوڑ کروہ انہیں بغیر اجازت ملنے بھی نہیں جا سکتی، بلکہ خاوند کی اطاعت کا زیادہ حق ہے.

دیکھیں: الانصاف (47/3).

مستقل فتویٰ کمیٹی کے علماء سے درج ذیل سوال کیا گیا:

خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی کا والدین کو ملنے اور اجازت کے بغیر وہاں رات بسر کرنے کا حکم کیا ہے؟

اور خاوند کی اطاعت پر اپنے والد کی اطاعت کو ترجیح دینا کیسا ہے؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

"بیوی کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر والدین یا کسی دوسرے کو ملنے جانا جائز نہیں، کیونکہ اس پر خاوند کا یہ حق ہے، لیکن اگر کوئی شرعی سبب اور جو اسے جانے پر مجبور کرتا ہو تو وہ بغیر اجازت جا سکتی ہے" انتہی

دیکھیں: فتاویٰ الجیع الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (165/19).

والدین کو ملنے کے لیے خاوند کی اجازت سے شرط کی دلیل صحیحین میں واقعہ افک والی حدیث ہے، جس میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

"کیا آپ مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4141) صحیح مسلم حدیث نمبر (2770).

اور عراقی رحمہ اللہ "طرح التشریب" میں لکھتے ہیں:

"عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیہ کہنا کہ : "کیا آپ مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں" اس عبارت میں یہ بیان ہوا ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر والدین کے پاس نہ جاتے، لیکن انسانی حاجت میں اجازت کی ضرورت نہیں، جیسا کہ اس حدیث میں واد ہے "انتہی دیکھیں : طرح التتریب (58/8)."

لیکن اس کے باوجود خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کو اس کے والدین اور دوسرے محروم رشتہ داروں سے ملنے کی اجازت دے، اور اسے انہیں ملنے سے مت رو کے، صرف اگر ملنے میں یقینی نقصان اور ضرر ہوتا ہو تو پھر روکا جا سکتا ہے۔

کیونکہ بیوی کو اس کے والدین اور محروم رشتہ داروں سے روکنے میں قطع تعلقی ہوتی ہے، اور ہو سکتا ہے اس کی باعث وہ اپنے خاوند کی خالص کرنا شروع کر دے اور خاوند کی بات ہی نہ مانے۔

اور اس لیے بھی کہ جب اسے اس کے والدین سے ملنے کی اجازت دی جائیگی اور وہ اپنے دوسرے محروم رشتہ داروں کو ملنے جا سکے گی تو اسے خوشی حاصل ہو گئی، اور خیالات اچھے ہو گئے، اور اس کی اولاد بھی خوش ہو گئی، اور ان سب کافی نہ خاوند اور خاندان کو ہی ہو گا۔

اور سوال میں جو یہ بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے کسی بچے یا بچی کے ساتھ جاتی ہے، یہاں ہم یہ تنبیہ کرنا پا چاہیں گے کہ جہاں محروم کی موجودگی کی ضرورت ہو گئی وہاں صرف چھوٹے بچے یا بچی کی موجودگی کافی نہیں ہے، بلکہ شرعی مصلحت کو مد نظر رکھتے اور اسے پورا کرتے ہوئے محروم کا ہونا ضروری ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کستے ہیں :

"اہل علم نے بیان کیا ہے کہ محروم کے لیے بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے، لہذا جب مرد پندرہ برس کا ہو جائے یا پھر اس کے زیر ناف بالاگل آئیں، یا پھر احتمام وغیرہ کی حالت میں ممن خارج ہو جائے تو وہ بالغ شمار ہو گا، اور جب وہ عقل و دانش رکھتا ہے تو اس کا محروم بننا صحیح ہو گا..."

دیکھیں : فتاویٰ علماء بلد الحرام (1121).

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے اور سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے۔

واللہ اعلم۔